ڈاکٹر محمود الحسن عارف
صدر شعبہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ
پنجاب یونیورسٹی لاہور

گداگری کی مذمت

سیرت طیبہ کی روشنی میں

جب ہادی امم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں جلوہ افروز ہوئے، اس وقت پوری دنیا بالعموم اور سرزمین عرب بالخصوص ظلمت کدہ بنی ہوئی تھی اور انسانی اقدار و روایات قصہ پارینہ بن چکی تھیں۔ انسان انسان کا دشمن ہی نہیں بلکہ ان کے حقوق کا غاصب بھی تھا، انسانوں کے اس جنگل میں کوئی کسی کی بات سننے اور سمجھنے کے لئے تیار نہ تھا اس بھیڑ میں "عیسائیت" اور "یہودیت" کے چراغوں کی روشنی بھی ماند پڑ چکی تھی، اور سب سے لطف کی بات یہ ہے کہ دنیا میں توحید کا جھنڈا بلند کرنے اور کفر و شرک کو نیست و نابود کرنے والی عظیم شخصیت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ اور ان کے فرزند ارجمند حضرت اسماعیل علی نبینا وعلیھما السلام کی تعلیمات کو بھی اہل عرب نے نہ صرف یہ کہ گم کر دیا تھا، بلکہ انہوں نے ان بزرگوں کی بھی مورتیاں بنا کر بیت اللہ شریف کے اندر سجا رکھی تھیں۔

یہ تھے وہ حالات جب رحمتِ کائنات ﷺ کی بعثت مبارک ہوئی اور آنحضرت ﷺ کے قدوم میمنت سے صحن عالم میں بہار آئی، اس وقت محسن انسانیت ﷺ کے سامنے دنیا کی اصلاح و تہذیب کا بہت بڑا مشن تھا۔ ایک ایسا مشن کہ جس سے انسانی معاشرے کی تقدیر بدلنا تھی، انسانوں کو اعلیٰ ترین اخلاقیات اور انسانی اقدار و روایات کا پابند بنانا تھا اور خدا گواہ ہے کہ چند ہی برسوں میں پیغمبر رحمت ﷺ نے دنیا کی کایا پلٹ دی اور ایک ایسی تبدیلی کا نقشہ حقیقت بنا کر دکھایا جس کی عالمی تاریخ میں کوئی ایک مثال بھی موجود نہیں ہے۔

پیغمبر امن و سلامتی ﷺ کی تشریف آوری سے ساری دنیا نے امن، سلامتی، اخلاقِ حسنہ اور اعلیٰ ترین انسانی و اخلاقی اقدار و روایات کا سبق سیکھا اور ایک نئی لگن سے

کائنات کی تعمیر و تسخیر کا عمل شروع ہوا، جس کی ترقی یافتہ صورت اس وقت ہمارے سامنے ہے، لہذا یہ کہنا بجا ہے کہ آج کی اس ترقی یافتہ دنیا میں مادی اور روحانی ترقی کا جو بھی "محل" نظر آتا ہے، یہ سب ہادیٔ برحق ﷺ کی تعلیمات ہی کا فیضان ہے۔

رحمتِ مجسم ﷺ نے جہاں دنیا اور اہل دنیا کے دوسرے غموں کا مداوا کیا اور جہاں "انسانیت" کے دوسرے زخموں پر مرہم رکھا وہاں آپ ﷺ نے انسانی معاشرے کے ناسور یعنی گداگری، کا درماں بھی انسانیت کو عطا فرمایا اور انسانی معاشرے کو اس اذیت ناک عمل سے پاک کرنے کی تدابیر بھی تجویز فرمائیں۔

یہ بات ابھی تحقیق طلب ہے کہ "گداگری" کی لعنت کب سے دنیا میں موجود ہے ایک بات بہر حال یقینی ہے کہ جب سے انسانی شعور و آگہی نے پختگی اور بلوغ میں قدم رکھا ہے اس وقت سے "گداگری" کا سلسلہ موجود ہے، بعض قدیم مذاہب میں (مثلاً بدھ مت) میں گداگری کو ایک مقدس عمل کا درجہ حاصل رہا ہے اور جب نبیٔ اکرم ﷺ کی آمد سے چمنستانِ عالم میں بہار آئی، اس وقت بھی بہت بڑی تعداد میں نہ سہی کسی نہ کسی حد تک یہ مرض عرب معاشرے میں موجود تھا چنانچہ تفسیر کی کتابوں میں، سورۂ البقرہ کی آیت ۱۹۷ کا شان نزول یہ بیان کیا جاتا ہے کہ بہت سے لوگ (خصوصاً یمن کے رہنے والے)، "حج" کی ادائیگی کے لئے خالی ہاتھ گھر سے نکل کھڑے ہوتے تھے اور کہتے تھے کہ "ہم تو اللہ پر توکل کرنے والے ہیں" اس کے جواب میں انہیں حکم دیا گیا کہ اس سفر مقدس کا ہر راہی نہ صرف گھر سے "زاد راہ" لے کر نکلے، بلکہ اس عرصے کے لئے اپنے گھر والوں کے بھی نان و نفقے کا بندوبست کر کے جائے۔(۱) جس سے پتہ چلتا ہے کہ قدیم عربوں کے ہاں اس قباحت کو قباحت نہیں سمجھا جاتا تھا۔

رحمت دو عالم ﷺ کی تعلیمات قدسیہ میں معاشرے کے اس "ناسور" کے انسداد کے لئے اس مرض کا فکری تجزیہ کیا گیا اور اس مذموم عمل کی اساس کو متعین کر کے اس کے ازالے اور اصلاح کے لئے بھی نظریات عطا کئے گئے۔

انسان دوسروں کے سامنے جب بھی دستِ سوال دراز کرتا ہے، تو اس کے پس منظر میں دو جذبے کارفرما ہوتے ہیں۔

اولاً یہ تصور یا خیال کہ اصل شے دولت کا حصول ہے، خواہ وہ کسی بھی طریقے پر کمائی جائے۔

ثانیاً یہ جذبہ، کہ انسان کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ دولت جمع کرے، ہادیٔ امم ﷺ نے ان دونوں تصورات کا ان سے بہتر اور ان سے اعلیٰ و ارفع "تصورات" کے ذریعے قلع قمع فرمایا، چنانچہ جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ اصل شے دولت کا حصول ہے، آنحضرت ﷺ نے اس کی جگہ یہ نظریہ عطا فرمایا کہ اصل شے دولت یا مال کے حصول کے ذرائع ہیں۔ اگر یہ ذرائع حلال اور طیب ہوں تو کمائی ہوئی دولت اور حاصل کیا ہوا مال "حلال اور طیب، ہوگا" ورنہ حرام اور ناجائز ہوگا۔

پھر اس پر اکتفا نہیں کیا گیا، بلکہ تعلیمات نبویہ میں دولت کمانے اور روزی تلاش کرنے کو افضل ترین کسب قرار دیا گیا اور اسی کو پیغمبروں کی "سنتِ مبارکہ" بیان کیا گیا۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

ما اکل احدطعاماً قط خیرا من ان یاکل من عمل یدہ وان نبی اللہ داؤد علیہ السلام کان یا کل من عمل یدہ(۲)

یعنی سب سے اچھی روزی وہ ہے، جو انسان اپنے ہاتھ کی محنت سے حاصل کرے اور حضرت داؤد علیہ السلام (باوجود پیغمبر اور حاکم اعلیٰ ہونے کے) اپنے ہاتھ سے روزی کما کر کھاتے تھے۔

قدیم زمانے میں زمین کا سینہ چیر کر، یا ملکوں ملکوں گھوم کر، روزی کمانے کو معیوب خیال کیا جاتا تھا، اسلام نے اسے افضل ترین کسب اور "اللہ کا فضل" قرار دیا اور سورۃ الجمعہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ!

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ (۳)

پھر جب نماز (جمعہ) ہو جائے، تو تم زمین پر پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل (یعنی روزی) تلاش کرو۔

اس کے برعکس ''گداگری'' دراصل اپنے جیسے لوگوں کے سامنے انسانیت کی تذلیل وتضحیک کرنا ہے، ایک شخص اپنے جیسے لوگوں کے سامنے مجسم نیازبن کر کھڑا ہو جاتا ہے اور لوگوں سے رورو کر اپنی مدد کرنے کی درخواست کرتا ہے۔ یہ شرف آدمیت کی عملی نفی ہے، اس لیئے اسلام نے اس کا نفسیاتی علاج بھی تجویز فرمایا ہے جو شرف انسانی کا تذکرہ کر کے ''خودی'' کو سربلند کرنے پر مشتمل ہے۔ آنحضرت ﷺ کی قدس تعلیمات میں بتایا گیا کہ انسان سینۂ کائنات پر اللہ کا نائب ہے، وہ مسجود ملائک ہے، آسمان کی وسعتوں میں پر کھولتے ہوئے پرندوں سے لے کر زمین کی گہرائیوں میں محوِ آرام چیونٹیوں اور حشرات تک کی وجہِ تخلیق وہی ہے یہ سارا نظامِ شمسی، بلکہ آسمانوں کی وسعتوں میں موجود کائنات سے لے کر زمین کی پاتال کا تمام نظام اسی کے لئے مسخر اور اسی کے تابع ہے، یہ سورج اپنی حسین ودلآویز مسکراہٹیں اسی کے لئے بکھیر تا ہے۔ چاند اپنی حسین چاندنی کی رداء جھیل اسی کے لئے بچھاتا ہے، آسمان کے ستارے مسکرا مسکرا کر اسی کو اشارے کرتے ہیں، اور زمین پر بہنے والے تمام دریا اور سینہ کائنات پر پوری قوت کے ساتھ کھڑے ہونے والے پہاڑ سب اس کی عظمت کے سامنے سرنگوں ہیں۔

بقول شاعر ؎

تو نے اے مسلم کچھ اپنی قدر پہچانی بھی ہے
تو ہے انسان تجھ میں لیکن شانِ یزدانی بھی ہے
فرش پر ہیں پاؤں ترے، عرش پر ہے سر ترا
نصف تو خاکی ہے، لیکن نصف نورانی بھی ہے

رحمتِ دوعالم ﷺ نے اپنے ذاتی اسوۂ حسنہ کی صورت میں بتایا کہ انسان اپنے عمل وکردار میں بڑے سے بڑے پہاڑ کی اونچائی سے اونچا اور اپنی فیاضی اور اپنی دلنوازی میں طویل سے طویل دریا سے زیادہ بسیط اور اپنی عظمت ووقعت میں پوری کائنات سے زیادہ عظیم ہے۔ ایسا انسان اگر اپنے ہی جیسے انسان کے روبرو دستِ سوال دراز کرے تو اس سے زیادہ انسانیت کی توہین کرنے والا اور کون سا عمل ہو سکتا ہے۔

اسی بنا پر جو لوگ ان ساری صداقتوں اور ان ساری تعلیمات کے باوجود اپنے سر

سے حیا اور عظمت کی چادر اتار دیتے ہیں، اور انسانوں کے سامنے دست سوال دراز کرتے نظر آتے ہیں ان کے لئے عبرت ناک سزا کا اعلان کیا گیا، ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

جو آدمی لوگوں سے مانگے، جب کہ اسے اس کی ضرورت نہ ہو، تو وہ روزِ قیامت کو اس حال میں اٹھے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت کی بوٹی بھی نہ ہوگی۔ (۴)

تاہم نبی اکرم ﷺ نے تین افراد کو سوال کرنے کی اجازت عطا فرمائی ہے، فرمایا!

سوال کرنا تین لوگوں کے لئے جائز ہے ایک وہ شخص جو کسی شخص کا ضامن ہو، اور اسے اپنی ضمانت کی ادائیگی کرنا مطلوب ہو، دوسرا وہ شخص جس کا سارا مال تلف ہو جائے اور تیسرا وہ آدمی جس کے گھر میں کھانے کے لئے کچھ نہ ہو اور وہ فاقہ سے ہو۔ (۵)

بایں ہمہ "سیرت طیبہ" کا ہر طالب علم جانتا ہے کہ معراجِ انسانیت حضرت محمد ﷺ نے کمال درجے کی ضرورت وحاجت میں بھی کسی سے سوال نہ کرنے کا اسوۂ حسنہ چھوڑا ہے۔ ایک صحابیؓ فرماتے ہیں کہ "ہم نے آنحضرت ﷺ سے بھوک کی شکایت کی، اور پیٹ پر بندھا ہو پتھر کا ٹکڑا دکھایا، رسالت مآب ﷺ نے اپنی شکم مبارک سے کپڑا اٹھایا تو اس پر دو پتھر بندھے تھے۔ (۶)

غزوۂ خندق میں، خندق کی کھدائی کے دوران میں بھی آپ ﷺ کئی دنوں کے فاقے سے تھے، ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بقول "مہینوں آپ ﷺ کے گھر میں چولہا نہیں جلتا تھا"۔ (۷)

یہ اس وقت کی بات ہے کہ جب مدینہ منورہ میں ہزاروں کی تعداد میں صحابہ کرامؓ اپنا سب کچھ آنحضور ﷺ کے لئے ہمہ وقت قربان کرنے پر تیار رہتے تھے، مگر کمال عفت و عظمت اخلاق کا نمونہ ملاحظہ فرمایئے کہ کسی سے سوال تو بہت دور کی بات ہے، اشارے کنایئے میں بھی ایسی بات ارشاد نہیں فرمائی۔ حقیقت میں یہی معراجِ انسانیت ہے۔

آج اس وقت جبکہ پاکستان ایٹمی دھماکہ کر کے چھٹی ایٹمی طاقت بن چکا ہے اور

پاکستان کو زیادہ سے زیادہ محنت اور عمل کی ضرورت ہے قوم کو گداگری کی اس لعنت سے پاک کرنا وقت کا سب سے اہم تقاضا ہے اس کے لئے ''اسوۂ حسنہ'' کو مشعل راہ بناتے ہوئے مناسب قانون سازی اور اس کے موثر نفاذ کی اشد ضرورت ہے۔ ورنہ ہر پبلک مقام پر گداگروں کے غول کے غول پوری پاکستانی قوم کے لئے اور حکومت پاکستان کے لئے خصوصاً شرمندگی اور خفت کا باعث ہیں۔ آخر میں میں اپنی گفتگو کو مولانا ظفر علی خاں کے ان اشعار پر ختم کرتا ہوں ۔

خم خانۂ الست ابھی تک ہے جوش میں
پینی ہے گر شراب اسی خم خانہ سے پیو
اسلام ہی وہ رستہ ہے سیدھا کہیں جسے
اس راہ میں مرو اور اسی راہ میں جیو
ہے تار تار ملت بیضا کا پیرھن
اس پیرھن کو سوزنِ ایثار سے سیو

حوالہ جات

۱...... دیکھئے ابن کثیر / تفسیر القرآن العظیم، ج ا ص ۲۳۸-۲۳۹، دار احیاء الکتب العربیہ، مصر،
...... قاضی ثناء اللہ عثمانی پانی پتی / تفسیر مظہری، ج ۱، ص ۲۳۴، مجلس اشاعت العلوم حیدر آباد دکن،
...... سید امیر علی ملیح آبادی / مواہب الرحمٰن، ج ۲، ص ۱۴۴-۱۴۵، مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ، لاہور، جنوری ۱۹۷۷ء،

۲...... محمد بن اسماعیل بخاری / الصحیح، ج ۲، ص ۵، مصطفیٰ البابی الحلبی مصر، ۱۹۵۳ء،

۳...... سورۂ جمعہ، آیت ۱۰،

۴...... محمد بن اسماعیل بخاری / الصحیح ج ۲، ص ۱۸۲،

۵...... ابو داؤد / السنن، کتاب الزکوۃ باب ما تجوز فیہ المسالۃ، قدیمی کتب خانہ کراچی،

۶...... محمد بن عیسیٰ الترمذی / الجامع السنن، ج ۴، ص ۱۶۴، رقم الحدیث ۲۳۷۸، دار الفکر بیروت، ۱۹۹۴ء،

۷.. ایضاً، ص ۲۱۳،